ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

دیوانِ محمدی از خواجہ محمد یار چشتی فریدی

DIWAN-E MUHAMMADI
BY KHWAJA MUHAMMAD YAR CHISTI FARIDI

Dr. Muhammad Anas Raza
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan
yaattar2526@gmail.com

Ghulam Mustafa
PhD Scholar (Islamic studies), NCBA&E, Sub Campus, Multan
ghulammustafakh@gmail.com

Abstract:
The state of Bahawalpur's land has been the spiritual abode and final resting place of the saints of Allah for almost a thousand years, who not only spread the light of Islam in this region but also imparted spiritual enlightenment throughout the Subcontinent region. Esteemed and revered personalities from different eras established their abodes and shrines here, fostering spiritual tranquility. Most of the graveyards within Bahawalpur's boundaries are associated with some venerable figures. One such Sufi saint is Hazrat Khwaja Muhammad Yar Chishti Faridi, born around 1883 in the vicinity of Khanpur, Qasba Auk Khan. His lineage traces back to Hazrat Ali through Aun bin Ya'la. Khwaja Muhammad Yar Faridi was not only a towering Sufi but also a distinguished poet. His poetry is in Persian, Urdu, and Saraiki languages. His collection of poetry, titled "Diwan-e Mohammadi," known as "Anwar-e-Faridi," published from Khanpur district Rahim Yar Khan, emanated from his shrine at the Muhammadia Darbar in Gudhi Sharif.

The "Diwan-e Mohammadi" consists of three parts. The first part comprises Persian poetry, the second Urdu poetry and the third Saraiki poetry. His works also include a theme of love for the Prophet Muhammad (peace be upon him), which he expressed with utmost reverence, influenced by his spiritual mentors, especially Hazrat Khwaja Ghulam Farid and other Sufi poets. The Naatia poetry of Hazrat Khwaja Muhammad Yar Faridi, particularly in Saraiki dialect, is deeply imbued with the influence of his mentor, Hazrat Khwaja Ghulam Farid.

ریاست بہاول پور کی سرزمین کم و بیش ہزار برس سے اولیاء اللہ کا مسکن و مدفن ہے، جنھوں نے نہ صرف اس علاقے، بل کہ تمام برصغیر میں اسلام کا نور پھیلا کر روحانیت کی اعلی اقدار سے آگاہی دی۔ مختلف ادوار میں مختلف سلاسل سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر بزرگوں نے یہاں سکونت اختیار کی اور خانقاہیں قائم کیں۔ بہاول پور کی حدود میں واقع بیشتر قبرستان کسی نہ کسی بزرگ سے موسوم ہیں۔ انھی صوفی بزرگوں میں ایک ہستی حضرت خواجہ محمد یار چشتی فریدی کی ہے جو ۱۳۰۰ھ بہ مطابق ۱۸۸۳ء خان پور کے

نواحی قصبے اختیار خان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب عون بن یعلی کے ذریعے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔[1] اپنے وقت کے جید علماء مولانا رحمت اللہ، مولانا محمد حیات اور مولانا تاج محمود سے دینی تعلیم حاصل کی۔ دینی تعلیم کے ساتھ ہی آپ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ساکن چاچڑاں ضلع ڈیرہ غازی خاں کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ غلام فرید کے وصال کے بعد آپ کے صاحب زادے حضرت خواجہ محمد بخش المعروف بہ نازک کریم کی خدمت میں دس سال تک کسبِ فیض حاصل کیا اور اُن کے مدرسہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ خواجہ محمد بخش کی وفات کے بعد ایک عرصے تک اُن کے صاحب زادے حضرت خواجہ محمد معین الدین کی خدمت اقدس میں رہے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے، جس کے بعد آپ گڑھی اختیار خاں چلے گئے اور تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف ہو گئے۔[2]

۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں خواجہ محمد یار حرمین شریفین کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کا اندازِ بیاں حد درجہ دل کش اور پُراثر تھا۔ تصوف کے اسرار و مسائل بیان کرنے میں ایک منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ چوں کہ خود بھی صاحبِ حال تھے اس لیے ان کی گفت گو بے حد مؤثر ہوتی تھی، سننے والوں پر محویّت کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ خان پور میں بیان کے لیے تشریف لے گئے اور آغاز تقریر میں فرمایا کہ ہمارے بعض مخالف دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ صرف اچھی آواز کے ساتھ تقریر کرنا جانتے ہیں اور کسی چیز سے سروکار نہیں ہے۔ چناں چہ میں آج خاموش تقریر کروں گا۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ آنکھیں بند کر لو اور میرے ساتھ مل کر ذکر کرو، چند مرتبہ ذکر کرنے کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ پوری محفل پر سنّاٹا چھا گیا اور حاضرین تین گھنٹے تک مسلسل سَر جھکائے خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے اور کسی کو وقت کے گزرنے کا احساس تک نہ ہو سکا۔

لاہور میں اکثر تشریف لے جاتے اور حزب الاحناف اور انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت فرمایا کرتے۔ مثنوی مولانا روم نہایت خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ عوام و خواص آپ سے مثنوی سننے کے شائق تھے۔ ایک ملاقات کے دوران حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے بھی آپ کو مثنوی

1۔ محمد اسحاق قریشی، بہارِ چشت، ۱۴۸۔

2۔ خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، (خان پور، رحیم یار خان: آستانہ عالیہ دربار محمدیہ گڑھی شریف، ۱۹۹۱ء)، ۶۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

سنانے کے لیے استدعا کی، جس پر آپ نے علامہ کو ان کے گھر جاوید منزل لاہور میں اشعار سنائے۔آپ نے اپنی عمر مبارک کا ایک بڑا حصہ لاہور اور امر تسر میں تبلیغ واشاعتِ دین کے سلسلے میں بسر کیا۔ رمضان المبارک اپنے آبائی علاقے گڑھی اختیار خاں میں گزارتے جب کہ باقی گیارہ ماہ اکثر سیر وسیاحت اور تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں گھر سے باہر ہی بسر کیا کرتے۔ (3)

خواجہ محمد یار فریدی ایک بلند قامت صوفی کے ساتھ اعلیٰ درجے کے شاعر بھی تھے۔آپ شاعری میں محمد اور بلبل تخلص فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ غلام فرید کے دیوان کی شرح بھی لکھنا شروع کی تھی لیکن یہ شرح مکمل کرنے سے قبل ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ (4) آپ کا اپنا کلام فارسی، اردو اور سرائیکی زبانوں میں ہے۔آپ کا کلام بہ عنوان **دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی** کے نام سے آپ کی خانقاہ دربار محمدیہ گڑھی شریف تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان سے شائع ہو چکا ہے۔یہ دیوان ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔دیوان کے ابتدا میں ’’بلبل بستانِ رسالت‘‘ کے عنوان سے آفتاب احمد نقوی نے آپ کے حالات زندگی بیان کیے ہیں۔اس کے بعد بشریٰ رحمن نے آپ کی شاعری سے متعلق پانچ صفحات پر مشتمل شعری خلاصہ بیان کیا ہے۔اس کے بعد علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے آپ کے ایک شعر

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا　　　پھر تو سمجھو کہ مسلماں ہے دغا باز نہیں

سے متعلق اپنا اظہارِ خیال بیان کیا ہے۔

دیوان محمدی تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ میں فارسی شاعری جو صفحہ نمبر ۲۸ سے صفحہ ۱۲۲ پر مشتمل ہے۔اس حصہ میں ایک قطعہ جو حضرت خواجہ شاہ محمد معین الدین ثانی کی وفات کے حوالے سے لکھا گیا ہے، عربی زبان میں ہے۔دوسرا حصہ اردو شاعری پر مشتمل ہے جو صفحہ نمبر ۱۲۳ سے صفحہ نمبر ۱۷۲ ہے۔جب کہ صفحہ نمبر ۱۷۳ سے صفحہ ۲۵۹ تک سرائیکی شاعری پر مشتمل ہے۔اور اس کے بعد آخر میں صفحہ نمبر ۲۶۰ سے ’’فخریہ فریدیہ محمدیہ نازکیہ‘‘ کے عنوان سے فارسی شعری زبان میں چار صفحات پر مشتمل سلسلہ شریف چشتیہ درج کیا گیا ہے۔

آپ کے کلام میں ایک موضوع عشقِ رسالت مآب ﷺ بھی ہے جو انھیں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید اور دوسرے صوفی شعرا کے ہاں بہ درجہ اتم موجود دکھائی دیا تھا۔حضرت خواجہ محمد

3۔خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، ۶۔۷۔

4۔ ظہور دھریجہ، حضرت خواجہ محمد یار فریدی، روزنامہ ۹۲، منگل ۱۰ مارچ ۲۰۲۰ء۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

یار کے شعری مجموعہ **دیوان محمدی** کے ایک ایک شعر میں حضور نبی کریم ﷺ کے افعال و کردار اور شمائل وخصائل کا ذکر بہ خوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ گویا **دیوانِ محمدی** کا ایک بڑا حصہ نعتِ رسول ﷺ پر مشتمل ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

السلام اے سید و سالارِ ما   السلام اے سرورو سرکارِ ما
السلام اے قبلۂ حاجاتِ ما   السلام اے کعبۂ طاعاتِ ما
السلام اے بادشاہ کن فکاں   السلام اے شاہبازِ لامکاں
السلام اے ناقۂ خیرُ الرسُل   السلام اے شیر بخش جزو کلِ
السلام اے کعبۂ ہر خاص و عام   السلام اے قبلۂ حال و مقام
السلام اے خطِّ توحیدِ خدا   السلام اے شرحِ شانِ مصطفی(5)

حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ کی نعتیہ شاعری خاص طور پر سرائیکی لہجے میں کہی گئی نعتیں بھی اُن کے مرشد حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے اثر سے بھری پڑی ہیں۔ بلکہ جہاں معنی و مفہوم میں یکسانیت پائی جاتی ہے وہاں اظہار کے سلسلے میں بھی مرشد کا رنگ خاصا گہرا ہے۔ اسی لیے **دیوان محمدی** کا ایک موضوع مرشدِ طریقت خواجہ غلام فرید کی تحسین بھی ہے، جس میں مرشد کے بلند پایہ مناقب شامل ہیں۔ ان مناقب میں مرشد طریقت سے محبت اور ان کی عظمت و رفعت واضح ہوتی ہے، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

صورتِ رحمان ہے تصویر میرے پیر کی   عَلم القرآن ہے تقریر میرے پیر کی
کیاں کہوں کس سے کہوں کہنے کی حاجت ہی نہیں   کھلتی ہے تصویر سے توقیر میرے پیر کی
دیکھتے ہی مٹ گیا نقشِ خودی دل سے مرے   راجمِ شیطان ہے تصویر میرے پیر کی
سنگدل جیسا ہو میرے سامنے ہوتا ہے موم   یہ میری صورت میں سے تاثیر میرے پیر کی
خاک زر ہوتی ہے پتھر لعل بنتے ہیں یہاں   باعثِ ایمان ہے اکسیر میرے پیر کی(6)

''دیوان محمدی'' میں نعت کے علاوہ سات ایسے قطعات بھی رقم کیے گئے ہیں جن میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے، جن میں ایک قطعہ حسب ذیل ہے:

5۔ خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، ۳۰۔۳۱۔
6۔ خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، ۱۳۶۔۱۳۷۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

رہبرِ ہر گمراہ و ہم گمرَہاں را مدّعا　　دلبرِ ہر دلبر و ہم دلبراں را منتہی
سیرتِ آں مرتضٰی و صورتِ آں مصطفٰی　　مظہرِ ذاتِ خُدا و منظرِ بس دل رُبا[7]

اس کے علاوہ دیوان میں مختلف ادوار کے صوفیا سے متعلق منقبت اور مرثیے بھی آپ نے لکھے ہیں۔ جس میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ سید محمد گیسودرا، حضرت خواجہ شاہ محمود تونسوی، حضرت شاہ معین الدین ثانی، خواجہ شاہ محمد بخش، خواجہ شاہ قطب الدین اور حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر رحمھم اللہ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ان بزرگ ہستیوں سے متعلق کہے گئے مناقب و منظومات میں وہی انداز اور اظہار ہے جو خواجہ محمد یار فریدیؒ کو صوفیا سے ورثہ میں حاصل ہوا۔

حضرت سید محمد حسینی المعروف حضرت گیسودراز کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے بھی ایک منظومہ آپ نے لکھا جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اے عارفِ حقیقت و دانائے رازِ ما　　شاہنشاہِ زمانہ و بندہ نوازِ ما
اے پیرو دستگیرو تواں بخش ناتواں　　اے حافظِ نشیبِ من و ہم فرازِ ما
من بہ دکن و پلید وپلیدی شعارِ من　　تو پاک و پاکبازِ من وپاک سازِ ما
گل برگہ است مخزنِ گل ہائے نوبہار　　مارا بس است یک گلِ بندہ نوازِ ما[8]

خواجہ محمد یار فریدی کی شاعری بھی خواجہ غلام فرید کی شاعری کی طرح وحدت الوجودی ہے۔ معروف دانش ور اور نعت گو شاعر حفیظ تائب اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

نعت و منقبت میں نظریہ وجدت الوجود کا برملا اظہار جس طرح خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اس کی کوئی دوسری مثال میری نظر سے نہیں گزری۔ دورِ موجود کے لوگوں کو نعت و منقبت کا یہ انداز چونکائے گا کہ اب نعت و منقبت زیادہ تر سیرت و کردار کے حوالوں سے لکھی جارہی ہے جب کہ اس نعت و منقبت کی بنیاد نظریہ وحدت الوجود ہے اور وہ حدیث جس میں نور محمدی کے نورِ الٰہی سے تخلیق ہونے اور پھر نور محمدی سے لوح و قلم عرش و کرسی اور کائناتِ انسانی کے وجود میں آنے کا بیان ہے۔یوں الوہیت،

7۔خواجہ محمد یار فریدی،دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی،۳۹۔
8۔خواجہ محمد یار فریدی،دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی،۳۲۔۳۳۔

رسالت اور سلاسلِ ہدایت ایک ہی گلشن کے پھول نظر آنے لگتے ہیں۔ان نظریات سے قطعِ نظر، کلام میں درد کی تفصیل نے پتھر دلوں کو بھی رُلا دینے والی تاثیر پیدا کی ہے۔[9]

خواجہ محمد یار فریدی کا نظریہ وحدت الوجود عارفین کاملین کے پاک وصاف سر چشمے سے ماخوذ دکھائی دیتاہے۔جب وہ ایک بات صراحت سے بار بار بیان کرتے ہیں تو ہمیں ان کے عرفانی مطالب جو بعض بینوں کے لیے تشابہات رکھتے ہیں، کو ان کے کلام کی محکمات کی طرف پلٹنا چاہیے۔جیسا کہ وہ اپنے شیخ حضرت خواجہ فرید کے بارے میں کہتے ہیں:

آیات بینات ہیں مکھڑا فرید کا دیدار کرد گار ہے چہرہ فرید کا
تفسیرِ والضحی ہے تجلّیٰ فرید کا تصویرِ مصطفی ہے نظارا فرید کا[10]

سید ثاقب اکبر آپ کے اسی وحدت الوجود سے متعلق لکھتے ہیں کہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ کائنات میں جو کچھ ہے وہ اللہ کا نور، اس کا جلوہ اور اس واجب اور اس واجب الوجود کا مظہر ہے تو پھر ایسے عاشقانہ اشعار کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے جس میں عاشق بڑی وارفتگی سے اپنے محبوب اور مرشد کا ذکر کرتا ہے[11]:

خرامِ ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا محمد مصطفی ﷺ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں
فرید پاک کی صورت میں بے صورت کا جلوہ ہے تو بے رنگی میں آ صورت مٹا مٹھن کی گلیوں میں[12]

آپ یہ بات بھی واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ مقام عرفانی اور کائنات کے اپنے مالک سے اس تعلق تک ہر کسی کو رسائی حاصل نہیں ہو سکتی، چناں چہ وہ فرماتے ہیں:

9۔خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، صفحہ آخر بہ عنوان باغِ فرید کے بلبل فرید۔

10۔خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، ۱۲۶۔

11۔سید ثاقب اکبر، وحدت الوجود اور خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ، مشمولہ بہ پیام، (اسلام آباد: البصیرۃ انسٹی ٹیوٹ، جنوری ۲۰۱۸ء)، ۲۰۔۲۱۔

12۔خواجہ محمد یار فریدی، دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی، ۱۶۶۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا   بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
میں کیا کہوں کس رنگ کا اب درد ہے دل میں   بے درد کو یہ درد سنائے نہیں جاتے(13)

الغرض حضرت محمد یار فریدی کے نظریہ کا خلاصہ ملاحظہ کرنا ہو تو آپ کی درج ذیل منقبت کو دیکھا جاسکتا ہے۔

ہر صورت وچ اظہار ڈٖٹھم   کل خار کو گُلزار ڈٖٹھم
کتھ صدق صفا بھرپور ڈٖٹھم   کتھ مکر فریب تے زُور ڈٖٹھم
کتھ اقرب تے کتھ دور ڈٖٹھم   کتھ نور ڈٖٹھم کتھ نار ڈٖٹھم
کتھ شاہنشاہ رسولاں دا   مسجُور فروع اصولاں دا
ستّار ظُلوم جہولاں دا   احمد مرسِل مختار ڈٖٹھم
کتھ واجب ذات قدیم ڈٖٹھم   کتھ احمد کوں بے میم ڈٖٹھم
کتھ فی اَحسَنِ تَقوِیم ڈٖٹھم   کتھ خوبی دا سردار ڈٖٹھم
بو بکر، عمر منظور ڈٖٹھم   عثمان، علی مسرور ڈٖٹھم
حسنین سراسر نُور ڈٖٹھم   وہ پاک محمد یار ڈٖٹھم
کتھ پاک فرید الدین ڈٖٹھم   کتھ نازک حق تمکین ڈٖٹھم
کتھ شاہ معین الدین ڈٖٹھم   کتھ قطب الدین طیار ڈٖٹھم
کتھ ملوانے مغرور ڈٖٹھم   کتھ مستانے مخمور ڈٖٹھم
کتھ سرمد تے منصور ڈٖٹھم   سرداریں کوں سردار ڈٖٹھم
کتھ ہیر تے رانجھن پیر ڈٖٹھم   کتھ ہوت تے ملک ملہیر ڈٖٹھم
کتھ سسی دامن گیر ڈٖٹھم   سب دردوں تار متار ڈٖٹھم
کتھ ابرو کوں تلوار ڈٖٹھم   کتھ نیناں کوں خونخوار ڈٖٹھم
کتھ زلفاں دی بُدھ مار ڈٖٹھم   واہ عشق دی پکڑ پچھاڑ ڈٖٹھم
آثار افعال صفات ڈٖٹھم   ہک نور دے سب انوار ڈٖٹھم(14)

13۔خواجہ محمد یار فریدی،دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی،۱۵۴۔
14۔خواجہ محمد یار فریدی،دیوان محمدی موسوم بہ انوارِ فریدی،۱۸۷۔

حرف وسخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حضرت محمد یار فریدی کا وصال لاہور میں ہوا۔اس وقت آپؒ کا مزار گڑھی اختیار خان، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان میں ہے۔وصال کے وقت آپ کو حضرت میاں میرؒ (۹۵۷ھ۔۱۵۵۰ء/ ۱۰۴۵ھ-۱۶۳۵ء) کے آستانہ عالیہ کی دیوار کے ساتھ بیرونی جانب دفن کر دیا گیا۔تقریباً چھ ماہ بعد آپ کو موجودہ روضے سے متصل ایک مقام پر دفن کیا گیا۔چودہ سال کے بعد آپؒ کی تدفین موجودہ مزار میں کی گئی ،جسے آپؒ کے دو مریدوں نے تعمیر کروایا۔رحیم بخش، ساکن لودھراں نے روضہ شریف،جب کہ مرزا حمید، ساکن لاہور نے سماع خانہ تعمیر کروایا۔سنگ سفید سے بنی یہ عمارت سادہ اور باوقار ہے۔تاریخ تعمیر سنگ مرمر کے ایک کتبے پر دروزے پر نصب ہے،جو ان کے ایک اور مرید پیر انور علی شاہ معروف بہ انور ہاشمی(۱۳۱۳ھ۔۱۸۹۸ء/۱۱۹۵ھ۔۱۹۷۵ء)، ساکن شیخوپورہ[15] کا تحریر کردہ ہے[16]:

کردہ برین چو حضرت والا نگاہ مست — پیدا طلسم سنگ ہمہ شد بہ شصت و ہشت
صورت بہ سر پرستی نازک گرفتہ است — این بر مزار یار عمارت کہ خوش تر است
گنبد بنا نہادہ رانا رحیم بخش — از مال و زر زمین کہ ہمہ داشتہ بدست
تحریک شد بہ طبع مریدان با صفا — زر پیش کردہ آن کہ سزاوار ہمت است
آخر رگ حمیت مرزا حمید کرد — صرف آن زر کثیر کہ موعود ظاہر است

انور سماع خانہ و تکمیل مقبرہ
منفی دوازدہ سن چہاردہ و صداست
۱۴۰۰-۱۲=۱۳۸۸

قبر مبارک کے سرہانے سنگ مرمر کے کتبے پر شجرہ نسب کندہ ہے۔اس تمام کتبے کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

15۔ پیر انور علی کا تعلق ملک پور، ضلع شیخوپورہ سے تھا۔درس وتدریس سے وابستہ رہے۔تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔شعر وشاعری کا شوق بچپن سے تھا۔کئی کتب کے مصنف ہیں۔مذکورہ قطعہ ان کے شعری مجموعے میں بھی شامل ہے۔دیکھیے: انور ہاشمی، **عبدہٗ**،(لاہور، ۱۹۵۲ء)، س۔حالات زندگی کے لیے دیکھیے: صادق قصوری،اکابر تحریک پاکستان،(لاہور، فضل نور اکیڈمی، ۱۹۷۰ء)، ۳۳۴۔۳۳۶۔

16۔ عِصمت درانی، بہاول پور کے چند مزارات کے فارسی کتبات واشعار، مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۸، شمارہ ۴، مسلسل شمارہ ۳۷۰،(لاہور: پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، جولائی۔دسمبر ۲۰۲۳ء)، ۳۵۔۳۷۔

نیست جز مصطفی مرا درکار ہست در دو جہان محمد یار

مرکز تجلیات

حضور پر نور سلطان ملت مصطفوی برہان محبت نبوی چشم وچراغ اہل توحید بلبل باغ خواجہ فرید

قطب مدار غوث روزگار حضرت قبلہ خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ العزیز

بن عبدالکریم بن محمد یار بن محمد حسین بن حاجی محمد کبیر بن قاضی محمد محسن ابن قاضی ابوالاعلی بن محمد یعقوب خان ابن محمد یوسف خان ابن محمد یعقوب خان سردار اعوان قاری ابن محمد یوسف خان ابن ولی محمد خان ابن ڈھولن بن چھرڑا بن چناں بن مھون بن یلبک بن امیر اللہ یار ابن میراں شینھ ابن میر مصیفل خان ابن رجن خان ابن ودھن ابن ترہیڑ خان ابن سگی خان ابن سندو جا ابن گورڑا ابن حضرت قطب شاہ ابن امان شاہ ابن خطاب شاہ ابن مہتاب شاہ ابن تراب شاہ ابن زبیر قریشی حلبی ابن سعید ابن سعد ابن زید ابن عون ابن علی المرتضی کرم اللہ اللہ تعالی وجہہ والکریم ابن ابی طالب عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را اوست سید جملہ موجودات را

تاریخ ولادت باسعادت: ۱۴ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ بروز دوشنبہ:

سال وصلش خواستم ہاتف بگفت بلبل از باغ فرید الدین پرید[17]

تاریخ وصال: ۱۴ رجب المرجب ۱۳۶۷ ہجری المقدس

محتاج کرم: شیخ عبدالرحمان فریدی پسر محمد اسماعیل دکان دار، پنجاب کلب لاہور، یکم مارچ، ۱۹۵۵

سماع خانے میں چھت کے قریب چاروں جانب خواجہ محمد یار فریدیؒ کے اردو اور فارسی اشعار لکھے ہیں، جو ان کے فارسی، اردو اور سرائیکی شاعری کے دیوان ''دیوان محمد''موسوم بہ انوار فریدی (سال اشاعت: ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱) سے لیے گئے ہیں۔ یہاں صرف چند فارسی اشعار درج کیے جاتے ہیں:

ما سلطنت بہ کوچہ جانان فروختیم مور حقیر را بہ سلیمان فروختیم
ما وصل یار خویش بہ ہجران فروختیم یوسف فروختیم و چہ ارزان فروختیم
در بندگی پیر مغان پیر گشتہ ایم ما زندگی بہ بندگی آن فروختیم
زخم جگر بہ ہیچ دوا بہ نمی شود داروی زخم را بہ نمک دان فروختیم

17۔ ''بلبل از باغ فرید'' کے کل عدد ۱۳۶۹ بنتے ہیں۔ شاعر کے اشارے کے مطابق دوسرے مصرعے سے حرف ''پ'' کے دو عدد منہا کر دیے جائیں تو ۱۳۶۷ بچتے ہیں، جو مطلوبہ تاریخ ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تسکین قلب و حاصل عمر دراز را ‌ ‌ ‌ با حلقه ای ز زلف پریشان فروختیم
ما حامد محمد پاکیم از ازل ‌ ‌ ‌ حمد خدا به حمد خدا دان فروختیم[18]

از قد او قدم تراشیدند ‌ ‌ ‌ ازید او کرم تراشیدند
بہر تحریر قصهٔ حسنش ‌ ‌ ‌ از دل ما قلم تراشیدند
عشق را چوں که نیست پایانی ‌ ‌ ‌ از چه لوح و قلم تراشیدند
تا شود طوق گردن عشاق ‌ ‌ ‌ در سر زلف خم تراشیدند[19]

☆☆☆☆☆

Bibliography

- Ismat Durani, Bahawal pur k Chand Mazarat k Farsi Katbat-o Ash'ar, (incl.) *Oriental College Magazine*, Vol, 98, Issue 4, (Lahore: Punjab University, Oriental College, July-December 2023).
- Khwaja Muhammad Yar Chishti Faridi, *Dīvān-i Mūhammadī*, (Khanpur, Rahim Yar Khan: Khankah Muhammadia Gharhi Sharif, 1991).
- Muhammad Ishaq Qurashi, *Bahār-i Chisht*, https://www.scribd.com/doc/37802618/Bahare-Chisht.
- Sadiq Qasori, *Akābir Tahrīk Pākistān*, (Lahore: Fazal Noor Academy, 1970).
- Syed Saqib Akbar, Wahdat al-Wajood aor Khwaja Muhammad Yar Faridi, (Incl.) *Payām*, (Islamabad: Al-Baseera Institute, 2018).
- Zahoor Dhareja, Hazrat Khwaja Muhammad Yar Faridi, *Daily 92*, (Lahore: Tuesday 10, 2020).

18۔ محمد یار فریدی، خواجہ، دیوان محمدی موسوم بہ انوار فریدی، (رحیم یار خان،آستانہ عالیہ دربار محمدیہ گڑھی شریف،۱۹۹۱)۱۱۵۔۱۱۶۔

19۔ محمد یار فریدی،خواجہ،دیوان محمدی موسوم بہ انوار فریدی،۴۳۔